مصنّف :- میر سیّد علی ہمدانی ؒ، شاہ ہمدان (۷۱۴-۷۸۶ھ)
مترجم :- ڈاکٹر محمد ریاض، استاد سنٹرل گورنمنٹ کالج اسلام آباد

قسط اوّل اپریل ۱۹۷۱ء
کے شمارے میں چھپی تھی

قسط ۲

رسالہ قدوسیہ
یا
عقبات

یہ وہ لوگ ہیں جو دوست و دشمن اور نفع و نقصان کو پہچاننے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو اس طرح تخلیق نہیں فرمایا کہ وہ فطرتاً دنیا کو قربِ خداوندی پر ترجیح دیں۔ مگر یہ کہ حرص و ہوس ان پر غالب آجائے۔ ایسی حالت میں البتہ دوست (خدا) اور دشمن (ہوس دنیا) کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ حریص و بخیل، دنیا کے عارضی مال و منال کا فریفتہ ہو کر حق و انصاف کی باتوں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ ایسے شخص کے دل میں نورِ ایمان داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے "بخیل پر اسکی زندگی میں ہی اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹ پڑتا ہے" بعض روایات میں آیا ہے۔ کہ حضرت داؤدؑ کو وحی آئی تھی کہ: اے داؤد! لوگوں سے کہہ دو کہ جو کوئی خدا سے رشتۂ الفت استوار کرنا چاہے اسے چاہیئے کہ حرص و ہوس سے دل کو خالی کر دے، کیونکہ ایک دل میں دو الفتیں نہیں سما سکتیں ؎

آخر از خوابِ اجل بیدار شو — یک دم ای مستِ ہوا ہشیار شو
رہروان رفتند و تو در ماندۂ — حلقہ از سر زن کہ بر در ماندۂ
راہ زد مشغولیٔ عالم ترا — نیست پروای خدا یک دم ترا
گر ترا دین باید از دنیا مناز — ہر دو باہم راست ناید کج مباز

میرے عزیز! ایمان کی حقیقت، آفتابِ عالمتاب کی مثال سے جانو جو غیوب مشرق سے طلوع ہوتا اور عقول و نفوس کے مطالع کو منوّر کرتا ہے اور آخر میں وہ بیابانِ محبت کے عاشقانِ سوختہ دل کی ارواح کو پُر مسرّت شفق کا رنگ دیتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو جاتا

ہے۔ "عزوب" کی اس لذت سے وہی مستفید ہوتے ہیں جنہیں "طلوع" کا احساس ہے۔ "ایمان" کے مہرِ جہانتاب کی بالواسطہ روشنی سے مالکانہ راہ باری کے نفوس شبانہ روز مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ "ایمان" کی حلاوت و عذوبت کو وہی پاتے ہیں جنہوں نے جوہرِ دل کو صیقل و منجلی کر دیا ہو۔ توحید کے درخت کے اس ثمر کی لذت دلبر پانا، عام قوائے ذائقہ و شامہ کا کام نہیں۔ اس کی خاطر جہاد بالنفس کی ضرورت ہے۔ جس کے نتیجے میں حق کے مقابلے میں دنیا کے جملہ علائق و روابط، بے ارزش نظر آئیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: "کہئے اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور کنبے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے مندا پڑ جانے کا تمہیں خطرہ ہے، اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو، یہ سب تمہیں اللہ، اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں، تو منتظر رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم تمہارے سر پر لے آئے۔ اور اللہ فاسقوں کو راہِ ہدایت نہیں دکھاتا ہے۔ (التوبہ: ۲۴)

میرے عزیز خوب غور کرو کہ والدین، بھائی، بیوی، فرزند، رشتہ دار اور جملہ مال و منال راہِ حق کے مقابلے میں خس و خاشاک کا حکم رکھتے ہیں۔ راہِ حق میں مزاحم ہونے والے اعزہ کو ایسا کرنے سے باز رکھنا بھی بمصداق "اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جیسا کہ حق ہے۔" ایک قسم کا جہاد ہے۔ رشتے اور قرابتوں کے گرداب میں پھنس کر کتنے صالح افراد کی کشتی ساحلِ نجات تک نہیں پہنچتی، تمہیں ہر حال میں از روئے انصاف اپنے اور غیر کو برابر جاننا چاہئے۔ تقاضائے ایمان یہی ہے۔ حضرت انس رضؓ بن مالک سے یہ حدیث قدسی مروی ہے کہ: "کسی شخص کا دعویٰ لا الٰہ الا اللہ اس وقت معنی خیز بنتا ہے جب وہ دین کے کاموں کے نقصان پر ایسا ہی مغموم ہو جیسا کہ دنیا کے کاموں پر ہوتا ہے۔" جب دین کی توجہ دوسری توجہات پر غالب آجائے، تب دعویٰ توحید دربارِ خداوندی کے مراتب صدق میں جگہ پاتا ہے۔

عزیزم! "ایمان" کے بارے میں جو کچھ میں نے بیان کیا، یہ طالبانِ حق کی عام روش کے مطابق تھا۔ خواص کا مرتبۂ ایمان، اس سے کہیں اعلیٰ و برتر ہے۔ ہم اس بات کی مزید وضاحت کریں گے تاکہ تم اپنے دعویٰ ایمان" کے صدق و صفا پر غور کر سکو۔

تم جانتے ہو کہ فانی لذات کے طالب، اپنے مقاصد سب کامیابی کی خاطر مال و زر کے خرچ کی پرواہ کرتے ہیں اور نہ جان کھپانے کی۔ کیا طالبانِ حق کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ راہِ حق بخل اختیار کریں اور تساہل برتیں ــ؟ میرے عزیز! اپنے اعمال کا محاسبہ کرو کہیں تم بھی مال و دولت

کے زخارف سے دل تو نہیں لگا بیٹھے۔ غافلوں جیسے اپنے انجام سے خدا کی پناہ مانگو اور زندگی کے مستعار لمحات سے پورا پورا استفادہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ موت کا حملہ آور آ نکلے اور تم نے زادِ راہ تیار نہ کیا ہو۔ اس وقت حسرت و حرمان سے فائدہ نہ ہوگا۔

عزیز سلطان! اگر قرابت داریاں اور رسوم دنیا تمہیں راہِ عدل سے باز رکھ رہی ہوں تو ان بندشوں کو توڑ دو اور فرض منصبی کی طرف توجہ کرو ورنہ میدانِ ایمان کے شاہسواروں میں نام لکھوانے کی بیہودہ کوشش ترک کر دو۔ حرص و ہوا اور تظاہرات کے غلام "ایمان" کے دربار میں بار نہیں پا سکتے خواہ وہ کتنے ہی زور کا دعویٰ کریں ؎

تا نیاید درد در کارت پدید قصّۂ این درد نتوانی شنید
دردِ او گر دامنت گیرد دمی رستگاری یابی از عالم ہمی
در نگیرد دامنت این دردِ زود گفتگوی من ندارد ہیچ سود

عزیزم! تو اپنے غلام اور ملازم کو حکم دیتا ہے کہ ایسا کرو اور ویسا نہ کرو۔ تیری تہدید ہے کہ جو میرا حکم نہ مانے اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ ہر غلام اور ملازم پر تیری طرف سے ایسے جاسوس مقرر ہیں جو کہ ان کے اعمال و حرکات پر کڑی نگرانی رکھتے اور تمہیں خبر پہنچاتے ہیں۔ مجھے اس روش کے بارے میں اس وقت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں مگر ذرا سوچو تو! آیا احکامِ الٰہی کے نفاذ میں بھی تم ایسی ہی شدت برتتے اور "معزز لکھنے والوں۔ کراماً کاتبین" کی موجودگی کا احساس رکھتے ہو۔؟ منجملہ، آیا ان احکام پر تیری قلمرو میں عمل ہوتا ہے۔؟

"نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور جو مال ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو" ۔۔۔ "تم مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ ضرور موجود ہو جو نیکی کی طرف دعوت دے، ایسا گروہ جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے"۔۔۔ "اموال کو ناجائز طریقے سے اپنے درمیان خرچ نہ کرو"۔۔۔ "سود نہ کھاؤ"۔۔۔ "یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ"۔۔۔ اور "تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے"۔۔۔ ہم نے چند احکامِ قرآنی کو بطور مثال نقل کیا ہے۔ کیا ان امور کی تنفیذ کی خاطر تم ایسے ہی کوشاں ہو جیساکہ اپنے احکام پر عمل کروانے کے لئے۔؟ اگر تم اپنے احکام کے مقابلے میں تہدیدِ خداوندی موجود ہے کہ "کئی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لے آئے حالانکہ وہ مؤمن نہیں ہیں۔ الخ (البقرۃ: آیۃ: ۸)

میرے عزیز! اگر تم مریض ہو تو ملک کے کسی یہودی، عیسائی یا دیگر مذہب والے

طبیب حاذق کے مشورہ پر فوراً عمل کروگے کہ صحت و سلامتی بحال ہو جائے۔ اس کی زیر ہدایت فاقہ کشی اور سخت قسم کی پرہیزوں پر پابند رہوگے۔ مگر افسوس کہ خاتم الانبیاء کے ذریعہ خدائے تعالیٰ نے ازلی و ابدی مزمن روحانی امراض کا جو نسخہ "شفاء قرآن مجید کی صورت میں بھیجا ہے، اس کے اوامر و نواہی کی پابندی میں تم تساہل برتتے ہو۔ یہ نفس پروری اور شیطنت کی راہ ہے جو کہ کسی مدعی ایمان کو زیب نہیں دیتی۔ ارشاد باری ہے: " اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جسے آیات ربانی کے ذریعے یاد دہانی کروائے جانے کے باوجود ان سے منہ موڑے۔ ؟

عزیز سلطان! اخلاق ذمیمہ کے ذریعے انسان قعر مذلت میں گر جاتا اور نیک و بد کی تمیز نہیں کر سکتا ہے۔ فضائل و رذائل اخلاق کی بحث بڑی مطول ہے۔ یہاں میں ان چار رذائل کی طرف اشارہ کروں گا جن کی وجہ سے حکام و امراء بداعمالی کی راہ پر چلتے اور "خسر الدنیا والآخرۃ" کا مصداق بنتے ہیں۔ یہ رذائل بخل، کبر، ظلم اور ریا ہیں جنہیں نیکی کی مزاحم قوتیں بننے کی مناسبت سے ہم "عقبات" (مشکل گھاٹیاں) کہیں گے۔ تم اپنے فرائض امارت سے عہدہ برآ ہونے کی خاطر ان "عقبات" سے سنبھل کر گزرو۔

بخل و حرص کا عقبۂ اوّل، حب دنیا کا تودہ و انبار ہے۔ دنیا کو محبوب و مرغوب جان کر بخیل و حریص بلطائف الحیل اس کے درپے ہوتا ہے۔ دنیا دار اور بندۂ دنیا بننے میں فرق ہے۔ مذمت دنیا کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ اگر دنیا کا مال و منال، عزّ و اکرام کا موجب ہوتا۔ تو کافروں اور منکروں کو اس سے محروم رکھا جاتا۔ حضرت سلیمانؓ بن یاسر فرماتے ہیں: "میں بعض اصحاب کیساتھ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا۔ راستے میں ایک میّت دیکھی گئی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا کوئی ہے جو اسے پھینکوا دینے کا مخالف ہو اور اس کے ایسے ہی پڑے رہنے کا حامی ہو۔؟ ہم نے نفی میں جواب عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا: دنیا خدا کی نظر میں اس سے بھی احقر ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ لوگ اس کے قرب کے جویا ہوں اور دنیا سے متنفر رہیں مگر بداعمالی کی بنا پر بعض لوگ اپنی سرشت خراب کر لیتے ہیں۔" اس قول قدسی سے دنیا کی پستی واضح ہے۔ یہ ایک مردار ہے جس کی گندگیوں میں گھرے رہنا مومن شاہباز کے شایان شان نہیں۔ تم مال و دولت کے اتنے حریص نہ بنو کہ خزانوں کو پُر دیکھنے کی تمنا میں ہی رہو۔ اس متاع کو مخلوق کے رفاہ و آسائش پر خرچ کرتے رہو اور خود بقدر کفاف پر قانع بنو۔

عقبۂ دوم ۔ کبر و نخوت ۔۔۔ اس احساس سے پیدا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو

بے نیاز اور دوسروں کو نیاز مند اور محتاج جانے۔ اس عقبے سے نجات پانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر بڑے سے بڑا آدمی اپنے آغاز و انجام پر غور کرے۔ آدمی کا آغاز، مادۂ علق ہے جسے دیکھنے سے کراہیت آتی ہے۔ اس کا انجام موت اور نعش کی صورت میں نمودار ہوتا ہے کہ اگر ایک ہفتے کے بعد اس کے مدفن کو کھودا جائے، تو عام حالت میں بدبو ناقابلِ تحمّل حد تک ہوگی۔ صحت کی حالت میں بھی آدمی ایسی نجاستوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر روزمرّہ کی صفائی کو معمول نہ بنایا جائے تو زندگی اجیرن اور عفونت کا گڑھ بن جائے۔ انسان کی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ مکھی اور مچھر جیسی بے مقدار مخلوق اسے ایذا پہنچا دیتی ہے۔ ایک ناخن کی تکلیف اور معمولی سی بیماری انسان کا سکون لے جاتی ہے۔ اس بے بسی اور ضعف کے باوصف انسان کو چاہیئے کہ خجل و شرمندہ ہو، نہ یہ کہ اکڑ خوانی کرے اور اپنے بنی نوع پر برتری و فضیلت کا سکّہ جمائے۔

چوں توحمّالِ نجاست آمدی از چہ در صدرِ ریاست آمدی
آں سگِ دوزخ کہ تو بشنودۂ در تو خفتہ است و تو خوش آسودۂ
باش تا فردا سگ کبر و منیت سر ز دوزخ برزند از دشمنیت
نیک بیں کز تشنگی مردن ترا بہتر است از نام خود بردن ترا
گر شوی چوں خاک در رہ پائمال تا ابد جاں را بدست آری کمال

عقبۂ سوم "ظلم" ہے۔ ظلم تاریکی کو کہتے ہیں۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے یا دارو ئے بیہوشی پی کر کوئی اور مخبوط الحواسی کا کام کر بیٹھے اور اسے اپنے لئے سودمند جاننے لگے۔ جس طرح مخبوط الحواس شخص کو اپنی حرکاتِ زشت کا بعد میں احساس ہوتا ہے یہی حال "ظالم" کا ہے۔ ظالم و جابر کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ جہانِ مکافات میں "گندم از گندم بروید جو ز جو" کا قانون کارفرما ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی اپنے کیفرِ کردار سے مصئون رہ سکے۔

میرے عزیز! حاکم، عادل ہو نہ کہ ظالم۔ نشۂ قوّت سے سرشار ہو کر ظلم و تشدّد کو شیوۂ کار بنانے والوں کو "تیرے پروردگار کی گرفت مضبوط ہے" کی وعید کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ روزِ محاسبہ ایسے شخص سے کہا جائے گا: "تو اس انجام سے غافل تھا، اب ہم نے پردہ اٹھا دیا اور تیری نظر آج تیز ہے" ظالم الحاح و زاری کرتے بولیں گے: "پروردگارا ہمارے حال کو دیکھ اور ہماری سن لے تاکہ ہم دوبارہ لوٹا دئیے جائیں۔ (اور دوسری بار) ہم ایمان و عمل کو شعار بنائیں گے" خدا کے مؤکل جواب دیں گے: "کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی جس میں تجھے یاد دہانی بھی کی جاتی رہی ہے۔

تمہارے پاس تو ڈرانے والے بھی آئے تھے۔ اب چکھو یہ عذاب، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔" پھر کہا جائے گا: "ہر کوئی اپنے کمائے ہوئے کا رہین ہے۔ تمہیں بھی وہی ملے گا جس کو تم کماتے رہے ہو اور ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ پلٹنے والے کہاں سے پلٹتے ہیں۔"

میرے عزیز! ظالموں کا یہ انجام ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے۔ ایسے فرجام بد سے خدا کی پناہ مانگو ؎

خانۂ خلقی کنی زیر و زبر — تا بہ اندازہ ہی سر افشاری بدر
خون بریزی خلق را در صد مقام — تا خوری یک لقمۂ نان آنکہ حرام
خوشہ چین کوی درویشان توئی — در گدا طبعی، بتر زشان توئی
چند خواہی بود نہ پختہ نہ خام — نہ بد و نیک و نہ خاص و نہ عام
پادشاہی ذوق معنی بردن است — نہ بزور و ظلم دنیا خوردن است

میرے عزیز! اپنے تمکنت و فخر فروشی، برتری و فضیلت کے دعووں اور ظلم و تعدی سے پورے طور پر محترز رہو۔

عقبۂ چہارم "ریا و تظاہر" کو شرک خفی بتایا گیا اور نبی اکرمؐ نے اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ غفلت شعار لوگ اپنے اعمال کی تشہیر کرتے اور خودستائی سے خوش ہوتے ہیں۔ انبیاءؑ اور اولیاء اللہ نے اس روش سے بچنے کی خدا کی پناہ مانگی ہے۔ اپنی نیکیوں کا ضیاع کوئی عقلمندی نہیں مگر اس کی کیفیت "یوم تبلی السرائر" (الطارق) ظاہر ہو گی۔ اس دن غافل دیکھ لیں گے کہ ان کی نام نہاد اور ریا آمیز نیکیاں، برائیوں کے پلڑے میں رکھی ہوئی ہیں۔ اس وقت کفِ افسوس ملنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ میرے عزیز! خدا نے جس تقویٰ کو معیارِ فضیلت قرار دیا ہے اس میں ریا و تظاہر کی آمیزش نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے افسوس ہے کہ تم تظاہرات و زخارف کے دلدادہ نظر آتے ہو۔ عمدہ لباس، نفیس گھوڑے، زرق برق لباس میں ملبوس غلام، فاسق و فاجر حکام و امراء کی موجودگی اور ان کی تعریف کو تم بڑی اہمیت دیتے ہو۔ دنیوی مصالح کے پیشِ نظر تم احکامِ الٰہی کے نفاذ میں سستی کر رہے ہو۔ اس کے باوجود تم جبّہ و عمامہ کے ذریعے نیکیوں میں شمار کئے جانے پر مُصر ہو۔ واحسرتا، تمہارے ظاہر و باطن میں کتنی تفاوت موجود ہے ؎

شاخِ امل بزن کہ چراغیست زود میر — بیخِ ہوس بکن کہ درختیست کم بقا
از کوی رہروان طبیعت ببر قدم — وز خوی رہبران طریقت صفا

میرے عزیز! یہ چہارگانہ "عقبات" دین و ایمان کے سانپ اور زہر ہلاہل ہیں۔ ان سانپوں کے ڈسے ہوئے ابدالآباد تک صحتِ ایمانی سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ سے اصلاحِ احوال کی استمداد کرو۔ انہ قریب مجیب[1]۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ[2]۔"

[1] ہود: ۶۱ [2] طٰہٰ: ۴۷